عبدالغفار حسن
سابق رکن اسلامی نظریاتی کونسل

صرف شریعت بل مجرد اکثریت کی بنا پر منظور کرانے پر اکتفا نہ کیا جائے بلکہ قومی اسمبلی کی دو تہائی اکثریت کے ذریعہ مملکت پاکستان کے دستور میں واضح طور پر اس بات کی نشاندھی کی جائے کہ شریعت مطہرہ کو پاکستان کے ہر قانون و آئین پر بالادستی حاصل ہو جائے گی

نفاذ شریعت

برکات و ثمرات

بالآخر مسلمانانِ پاکستان کو ارضِ پاک میں شریعتِ حقہ نافذ کرنے کا ایک موقع اور لمحہ آیا ہے جس پر دنیا کے تمام مسلمانوں کی نظریں لگی ہوئی ہیں۔ تازہ ترین اطلاعات کے مطابق اب اس بل کی قسمت ایک سیلیکٹ کمیٹی کے حوالے کر دی گئی ہے جسے اپنی رپورٹ دینے کے لیے ایک ماہ کی مدت کا پابند کیا گیا ہے۔ ابھی وہ نازک مراحل باقی ہیں جن میں یہ بل سینٹ اور قومی اسمبلی کے معزز اراکین کے لیے تختۂ مشق بنے گا اور جہاں عہد وفا یا دورِ جفا کی ایک نئی تاریخ رقم کی جائے گی

شریعت بل کے ثمرات کا حصہ سمیٹنے کے لیے ضروری ہے کہ چند اہم باتوں کا خیال رکھا جائے جو درج ذیل ہیں۔

۱۔ صرف شریعت بل مجرد اکثریت کی بنا پر منظور کرائے جانے پر اکتفا نہ کی جائے بلکہ قومی اسمبلی کی دو تہائی اکثریت کے ذریعہ مملکت پاکستان کے دستور میں واضح طور پر اس بات کی نشاندہی کی جائے کہ شریعتِ مطہرہ کو پاکستان کے ہر قانون و آئین پر بالادستی حاصل ہے۔

یہ اقدام اس لیے ضروری ہے کہ شریعت بل کا کسی بھی مرحلہ میں آئین سے تصادم پیدا نہ ہو۔ ایسی واضح نص نہ ہونے کی بنا پر ماضی میں آئین کی بالادستی کے نام پر شریعت کو نافذ کرنے میں حیل و حجت سے کام لیا جاتا رہا ہے۔ امید ہے کہ اس نص کو جزوِ آئین بننے کے بعد اس قسم کے تصادم کا کوئی خطرہ باقی نہ رہے گا۔

۲۔ شریعت بل کا پاس ہو جانا گو خود ایک بہت بڑا ایجابی (مثبت) قدم ہوگا جس پر تمام مسلمانانِ پاکستان مبارکباد کے مستحق ہوں گے لیکن ضرورت اس امر کی ہے کہ حکومتی قوتِ نافذہ اپنے اوصاف کے اعتبار سے اس مقام پر ہو کہ شریعت بل کے نفاذ میں کوئی رکاوٹ نہ کھڑی ہو سکے۔ اس امر کے تحقیق نفاذ کے لیے ہم یہ چاہیں گے کہ عدلیہ اور انتظامیہ

کے متعلقہ افراد کی تربیت کا ایک مربوط اور مکمل نظام ترتیب دیا جائے جو وکلاء، قضاۃ اور ایڈمنسٹریشن کے سرکردہ حضرات کو شریعت بل کے تقاضوں سے نہ صرف بھرپور طریقے سے روشناس کرائے بلکہ انہیں دل کی گہرائی اور شیفتگی کے ساتھ اس کے نفاذ پر آمادہ کر سکے۔

مزید برآں قضاء اور عدالت کی ذمہ داریوں سے پوری طرح عہدہ برآء ہونے کے لیے ایسے علماء کی بھی تربیت کا انتظام کیا جائے جو موجودہ عدالتی طریقِ کار میں ججوں کے ساتھ تعاون کے لیے مدعو کیے جائیں گے۔ پچھلے چند سالوں میں قاضی کلاسوں کا ایک کامیاب تجربہ کیا جا چکا ہے یہ تجربہ مزید وسعت اور انضباط کا محتاج ہے۔

تربیت گاہوں کا دامن صرف مذکورہ اصناف تک محدود نہ ہو بلکہ ملک کی تعلیم گاہوں بشمول اساتذہ و طلبہ کو بھی ان کی ضیاء پاشیوں سے محروم نہ رکھا جائے۔

۳۔ برسرِ اقتدار طبقہ کو اللہ تعالیٰ نے نہ صرف ایک عظیم نعمت سے نوازا ہے بلکہ ایک گراں قدر امانت کا حامل بھی بنایا ہے۔ حکومت پر ایک بہت بڑی ذمہ داری عائد ہو گئی ہے۔ قرآن حکیم کے ارشاد کے مطابق یہ ذمہ داری چند اہم فرائض کے ادا کرنے سے عبارت ہے۔

ارشادِ باری ہے:

"الذین ان مکناھم فی الأرض اقاموا الصلوٰة وآتوا الزکاة و أمروا بالمعروف ونهوا عن المنکر وللہ عاقبة الامور"

"اگر ہم انہیں زمین میں اقتدار بخشیں تو وہ نماز قائم کریں گے۔ زکاۃ دیں گے لوگوں کو نیکی کا حکم دیں گے اور برائی سے منع کریں گے اور تمام معاملات کا انجام کار تو اللہ کے اختیار میں ہے۔" (سورۃ الحج، آیت ۴۱)

جن چار باتوں کا تذکرہ کیا گیا ہے ان میں نماز قائم کرنے کا حکم سرفہرست ہے۔ اور جس کے ساتھ ہی زکاۃ کی ادائیگی کا حکم دیا جا رہا ہے۔

جہاں تک نظامِ زکاۃ کا تعلق ہے سابقہ حکومت کے دور میں اس نظام کا آغاز کر دیا گیا تھا۔ جو اپنی ڈھیلی ڈھالی صورت میں چلا آ رہا ہے۔ ضرورت ہے کہ اسے فعّال بنایا جائے۔ تاکہ تمام مستحقین اس نظام کی برکات سے مستفید ہو سکیں۔ جہاں تک اقامتِ صلاۃ کا تعلق ہے، گو سابق دورِ حکومت میں اس کی بھی بازگشت سنی گئی تھی لیکن اس پر مناسب توجہ نہیں دی گئی۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ جس پر ملک کی تمام مساجد گواہ ہیں کہ اسلام کے سب سے

بڑے ستون کو قائم کرنے والوں کی تعداد آٹے میں نمک کے برابر ہے۔ اگر ہر آبادی کے تمام بالغ مرد اپنے اپنے محلوں کی مساجد میں باقاعدہ نماز ادا کریں تو موجودہ مسجدیں بھی تنگ دامنی کا شکوہ کرتی نظر آئیں گی۔ حکومت کا یہ اولین فرض ہے کہ وہ لوگوں کو نماز کا عادی بنانے کے لیے مناسب نظام وجود میں لائے۔ اگر زکاۃ سے بندوں کے حقوق کی ادائیگی ہوتی ہے تو نماز سے اللہ تعالیٰ کے حق کی ادائیگی ہوتی ہے کہ جس سے بڑا اور کوئی حق نہیں۔ پھر نماز سے خشیّت الٰہی کا وہ بے پایاں جذبہ پیدا ہوتا ہے جو معاشرہ کی تطہیر میں ایک اہم عامل کی حیثیت رکھتا ہے۔

"نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا" اسلامی حکومت کی بقا کے لیے ازبس ضروری ہے۔ اس حکم کی تعمیل صحیح صورت میں اسی وقت ہو سکتی ہے جب تمام ذرائع ابلاغ بشمول صحافت، ریڈیو، ٹیلی ویژن کی مکمل تطہیر کی جائے۔ ہر اس پروگرام کو خارج کیا جائے جو اسلامی اقدار کے منافی ہو اور ایجابی طور پر ایسے پروگرام پیش کیے جائیں جو ایک اسلامی ذہن کی آبیاری کے لیے ممد و معاون ہوں۔ اخلاق باختہ اور حیا سوز مناظر پر مشتمل ملکی و غیر ملکی پروگراموں کو سنسر کیا جائے اور ذرائع ابلاغ کو مملکت خداداد کے مقاصد سے ہم آہنگ کیا جائے۔

۴۔ شریعت کا نفاذ پاکستان کے تمام شہریوں کو زندگی کے مختلف میدانوں میں مکمل تحفظ فراہم کرتا ہے جسے فقہاءِ اسلام نے زندگی کے پانچ اہم گوشوں کے حوالے سے پہچانا ہے۔ چنانچہ کہا جاتا ہے کہ مقاصد شریعت میں دین، جان، مال، عقل اور آبرو کا تحفظ مطلوب ہے۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ ایک اسلامی مملکت میں ایک مجرم غنڈہ گردی یا خون ریزی کے لیے آزاد نہیں ہے بلکہ اُسے اپنے جرم کے نتیجہ میں سزا کو بھگتنا ہوگا۔

چنانچہ حفظِ دین اس بات کا مقتضی ہے کہ اللہ کے دین کو چھوڑ کر دوسرا دین اختیار کرنے یا دوسرے الفاظ میں اللہ کے باغی کو اللہ کی سرزمین پر اپنی بغاوت پھیلانے کے لیے زندہ نہ چھوڑا جائے۔ ایسا شخص اگر توبہ نہیں کرتا ہے تو مرتد کی سزا کا مستوجب ٹھہرتا ہے۔

حفظِ جان اس بات کا مقتضی ہے کہ قاتل کو قصاصاً قتل کیا جائے۔ یہ انتہائی خوش آئند بات ہے کہ قصاص و دیت کے قانون کے علیحدہ نفاذ کے بعد اس مد میں پیش رفت ہو چکی ہے۔

حفظِ مال کا تقاضا ہے کہ ناحق کسی کا مال بھی ہتھیانے والے پر قطع ید کا عادلانہ قانون نافذ کیا جائے۔

حفظِ عقل کا تقاضا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عقل کی صورت میں حضرتِ انسان کو جو بیش بہا

انعام عطا کیا ہے اُسے شراب یا کسی بھی نشہ آور چیز کے استعمال سے ٹھکرایا نہ جائے اور ایسا کرنے والا شرعی سزا کا مستحق ہو۔ جیسے شریعت نے اسی کوڑے سزا دیا ہے۔ مسکرات کے ساتھ منشیات کا الحاق اور منشیات کے استعمال کرنے والوں یا اس کی تجارت کرنے والوں کے لیے مناسب سزا فقہاء اسلام کتاب و سنت کی روشنی میں تجویز کر سکتے ہیں۔

حفظِ آبرو کے ذیل میں زنا اور تہمتِ زنا (قذف) کے بارے میں حدود آرڈیننس کا اجراء پچھلے دور میں ہو چکا ہے۔ ضرورت ہے کہ اسے عملی طور پر نافذ کیا جائے تاکہ زانی مرد و عورت کو زنا کی سزا دی جائے۔ اور ایسے ہی چار گواہوں کی عدم موجودگی میں زنا کی تہمت لگانے والے کو بھی قرآن کے مطابق سزا دی جائے۔

۵۔ شریعت بل کے ثمرات اس وقت تک ظاہر نہ ہوں گے جب تک اسلام کے اجتماعی و رفاہی نظام کو نافذ نہ کیا جائے گا۔ مملکت کا فرض ہے کہ وہ تمام اہالیانِ مملکت کی آسودگی کے لیے غذا، مکان، لباس، تعلیم اور صحت کا اہتمام کرے۔ حکومت کا یہ فرض ہے کہ وہ بھوک کا سدباب کرے۔ مملکت پاکستان میں کوئی شخص ایسا نہ ہو جو رات کے وقت بھوکا سونے پر مجبور ہو اور جسے سر چھپانے کے لیے ایک جھونپڑی بھی میسر نہ ہو اور تن ڈھانپنے کے لیے وہ دستِ سوال دراز کرنے پر مجبور ہو۔ اس مملکت میں کوئی ایسا بچہ نہ ہو جسے فیس کی عدم فراہمی کی بنا پر ابتدائی تعلیم تک سے محروم کر دیا گیا ہو۔ اور نہ ہی کوئی ایسا مریض ہو جو مناسب علاج نہ ملنے کی بنا پر ایڑیاں رگڑ رہا ہو۔

۶۔ شریعت بل کی کامیابی اس بات کی بھی مقتضی ہے کہ جہاں اہالیانِ پاکستان کے لیے مناسب روزگار فراہم کیا جائے وہاں ان تمام ذرائع آمدنی یا ذرائع کاروبار کا قلع قمع کیا جائے جو رزقِ حرام کی طرف لے جاتے ہیں یا شرعاً حرام قرار دیئے گئے ہیں جیسے سود، جوا، رشوت خوری، ذخیرہ اندوزی، سمگلنگ، فحش لٹریچر یا فلموں کی اشاعت و نمائش۔ ان حرام ذرائع سے حاصل شدہ تمام آمدنی بحق سرکار ضبط کی جائے اور ایسی تمام اشیاء کو تلف کیا جائے۔

۷۔ شریعت بل کے نفاذ کے ثمرات و برکات

اللہ تعالیٰ نے ایمان اور تقویٰ کی راہ کو اپنانے والوں کے لیے نہ صرف آخرت میں کامیابی

بلکہ اس دنیا میں بھی عزت و عظمت اور برکاتِ ارض و سماء کی بشارت دی ہے۔ ارشاد فرمایا:

"ولو أن أهل القرى آمنوا واتقوا لفتحنا عليهم بركاتٍ من السّماء والأرض ولكن كذبوا فأخذناهم بما كانوا يكسبون"

"اگر ان بستیوں کے رہنے والے ایمان لے آئے ہوتے اور پرہیز گاری کی راہ اختیار کرتے تو ہم آسمان و زمین کی برکتوں (کے دروازوں) کو ان پر کھول دیتے لیکن انھوں نے ہمارے پیغمبروں کو جھٹلایا تو ہم نے ان کی کرتوتوں کی پاداش میں انھیں اپنے عذاب میں پکڑ لیا۔ (سورہ الاعراف: آیت ۹۶)

سورۂ نحل میں بطور مثال ایک ایسی بستی کا ذکر کیا گیا جسے اللہ تعالیٰ نے امن و سکون کے انعام سے نوازا اور بھوک کے جنجال سے محفوظ رکھا لیکن اللہ تعالیٰ کے انعامات کی ناشکری کے نتیجہ میں یہ دونوں نعمتیں اس بستی والوں سے چھین لی گئیں۔ فرمایا:۔

وضرب الله مثلاً قرية كانت آمنة مطمئنة يأتيها رزقها رغداً من كل مكان فكفرت بأنعم الله فأذاقها الله لباس الجوع والخوف بما كانوا يصنعون

" اور دیکھو اللہ ایک بستی کی مثال بیان فرماتا ہے کہ وہاں کے لوگ امن و اطمینان سے تھے، ہر طرف سے بافراغت ان کا رزق ان کے پاس چلا آتا تھا۔ پھر انھوں نے اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کی تو اللہ نے ان کو ان کی کرتوتوں کا یہ مزہ چکھایا کہ بھوک اور خوف کو ان کا اوڑھنا بچھونا بنا دیا۔

(سورۂ نحل: آیت ۱۱۲)

سورہ قریش میں اللہ تعالیٰ نے اہل مکہ پر اپنے انہی دونوں انعاموں کا تذکرہ فرمایا ہے۔ اور پھر یہ باور کرایا ہے کہ وہ ان نعمتوں کے شکر کے طور پر ربّ کعبہ کی عبادت کرتے رہیں۔ فرمایا:

لايلف قريش، ايلافهم رحلة الشتاء والصيف، فليعبدوا ربّ هذا البيت، الذى اطعمهم من جوع وامنهم من خوف

" قریش کو خوگر سفر ہونے کی بنا پر (یعنی) جاڑے اور گرمی کے سفروں کے خوگر ہونے کی بنا پر چاہیے کہ اس خانہ کعبہ کے رب کی عبادت کریں جس نے انھیں بھوک میں کھانے کو دیا اور خوف میں امن عطا کیا۔"

غرضیکہ شریعت کا نفاذ معاشی استحکام کا باعث ہوگا اور خود حکمرانوں کے لیے بھی سیاسی استحکام کا موجب ہوگا۔ واضح رہے کہ معاشی استحکام نہ ہونے کی بنا پر اس دنیا کے طول و عرض میں آئے دن انقلاب آتے رہتے ہیں۔ کمیونزم کی آمد اور پھر ستر سال کے اندر اندر اس کا زوال سب کے سامنے ہے۔ سرمایہ دارانہ نظام کی بنا پر صرف اس صدی میں یہ دنیا دو مہیب جنگیں دیکھ چکی ہے۔ ضرورت ہے کہ اسلام کا عادلانہ نظام نافذ کیا جائے۔ تاکہ اس کی برکات و ثمرات ہر کس و ناکس پر ظاہر ہو سکیں۔

آخر میں چند ایسے فکری اور عملی منکرات کی طرف اشارہ کیے بغیر مفر نہیں جن کی موجودگی اچھے سے اچھے نظام کو سبوتاژ کیے بغیر نہیں رہتی۔ ان منکرات کو نام دیا جا سکتا ہے۔ تجمّد، تجدّد، تحزّب اور تشدّد کا جس کی قدرے تفصیل یہ ہے:

تجمّد یا جمود جس کا شکار شخص قوم، برادری، گروہ کے رسم و رواج میں جکڑا رہتا ہے۔ اللہ کا کلام ہو یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت، اسے ہر چیز اپنے خول سے باہر نہیں ہونے دیتی۔ فراخ دلی اور کشادہ روی اس کے لیے بے معنی باتیں ہیں۔

تجدّد:۔ اگر صرف موجودہ تہذیب کی اچھائیوں کو اپنانے تک رہتا تو اس سے انکار نہ تھا۔ لیکن وہ تجدد جس کی آڑ میں ثابت شدہ اسلامی اقدار کی بھی تضحیک کی جائے غیر اسلامی شعائر کی ترویج کی جائے۔ اور فکری و ذہنی آوارگی کے دروازے کھولے جائیں، کسی صورت میں بھی ایک اسلامی مملکت میں برداشت نہیں کیا جا سکتا۔

حقوقِ نسواں کے نام پر عورت کو شمع محفل بنانا۔ مرد و زن کی مساوات کے نام پر قرآن و سنت کے احکامات کی خلاف ورزی کرنا اور حریت و آزادی کے عنوان سے فحش لٹریچر اور عریانی کو فروغ دینا متجدد دین کے وہ کارنامے ہیں جن کی ایک اسلامی ریاست میں کوئی گنجائش نہیں۔

تحزّب:۔ فرقہ پرستی ہی کا دوسرا نام ہے۔ اسلامی اخوت کے بجائے علاقائیت کا راگ الاپنا، کتاب و سنت کی بالادستی کے بجائے اپنے فرقہ کی بالادستی کا علم اٹھائے رکھنا، مزدوروں اور کسانوں کی بہبود کے عنوان سے طبقاتی کش مکش پیدا کرنا تحزّب کا ادنیٰ شاہکار ہے اور یقیناً اسلام ایسی کسی تحزّب کی تائید نہیں کرتا بلکہ اس سے اپنی برأت کا اظہار کرتا ہے۔ ان الذین فرقوا دینھم وکانوا شیعا لست منھم فی شیء

"اے پیغمبر جن لوگوں نے اپنے دین میں تفرقہ ڈالا اور الگ الگ گروہ بن گئے تمہیں ان سے کچھ سروکار نہیں (سورۃ الانعام آیت ، ۱۵۹)

اور ارشاد فرمایا :

"ولاتکونوا کالذین تفرقوا واختلفوا من بعد ما جاء ھم البینات واولئک لھم عذاب عظیم"

اور دیکھو ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جو فرقوں میں بٹ گئے اور اختلافات میں مبتلا ہو گئے باوجودیکہ واضح ہدایات ان کے پاس آ چکی تھیں۔ یہی وہ لوگ ہیں، جن کے لیے آخرت میں بڑا عذاب ہے" (سورہ آل عمران : آیت ۱۰۵)

تشدد یا جارحانہ انداز کی قباحتیں اب کسی سے مخفی نہیں رہیں کلاشنکوف کلچر اسی تشدد کا ایک ادنیٰ ثمرہ ہے جس کی بھینٹ کتنے ہی ہنستے مسکراتے جیتے جاگتے گھرانے چڑھ چکے ہیں۔ گو زیادتی کرنے والے کو برابر سرابر بدلہ چکا دینا جائز ہے لیکن جھگڑے کو ختم کرنا مقصود ہو تو صبر سے بہتر اور کوئی ہتھیار نہیں کہ جس کی تعلیم ان آیات میں دی گئی ہے۔

"ولا تستوی الحسنۃ ولا السیئۃ ادفع بالتی ھی احسن فاذا الذی بینک و بینہ عداوۃ کانہ ولی حمیم وما یلقاھا الا الذین صبروا وما یلقاھا الا ذو حظ عظیم"

"نیکی اور بدی برابر نہیں ہو سکتی۔ برائی کا دفعیہ اس نیکی سے کرو جو بہترین ہو۔ (تم دیکھ لو گے) کہ تم میں اور جس شخص میں عداوت تھی وہ ایسا ہو جائے گا جیسا کوئی جگری دوست ہوتا ہے اور یہ بات انہی لوگوں کو نصیب ہوتی ہے جو صبر کرتے ہیں ما سوا یہ (دولت) انہی لوگوں کو ملتی ہے جو بڑے نصیبے والے ہیں۔ (سورہ حم السجدۃ : آیت ۳۵)

شریعت بار آور ہونے کے لیے ضروری ہے کہ تمام ذمہ دار افراد امانت و دیانت کے خلق عظیم سے آراستہ ہوں اور ہر اس خصلت سے کوسوں دور بھاگتے ہوں جو منافقت کی طرف لے جاتی ہو۔ اور خاص طور پر منافقت کی ان چار بڑی نشانیوں سے جنھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں بیان کیا ہے۔

"جس میں یہ چار باتیں پائی جائیں وہ خالص منافق شمار ہوگا اور جس میں ان

جس سے ایک خصلت پائی جائے اس میں نفاق کی ایک خصلت رہے گی یہاں تک کہ وہ اسے چھوڑ دے"

جب اسے امانت دی جائے تو وہ خیانت کرے، جب وہ بات کرے تو جھوٹ بولے، جب وہ عہد کرے تو خلاف ورزی کرے اور جب وہ جھگڑا کرے تو حد سے بڑھ جائے۔ (بخاری و مسلم بروایت عبداللہ بن عمرو)

ہم اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ موجودہ حکومت کو شریعت بل نافذ کرنے کا اعزاز عطا فرمائے۔ اہالیانِ پاکستان کو اس بل کو قبول کرنے، اس کے نفاذ میں مدد دینے اور اس کی راہ میں رکاوٹوں کو دور کرنے کی ہمت عطا فرمائے اور ارض پاکستان پر کتاب و سنت کے نفاذ کے ثمرہ میں ارض و سماء کی برکتوں کے دروازے کھول دے۔ وما ذالک علی اللہ بعزیز

بقیہ ——— باب الفتاویٰ

٭ اس مقام پر ایک شبہ ہو سکتا ہے کہ حرام میں شفا نہیں ہوتی جیسا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود کا قول ہے

ان اللہ لم یجعل شفاءکم فیما حرّم علیکم

(صحیح بخاری کتاب الاشربہ باب شراب الحلواء والعسل)

اس روایت کو مرفوعاً امام ابویعلیٰ نے اپنی مسند میں بیان کیا ہے اور ابن حبان نے اسے صحیح قرار دیا ہے (فتح الباری ص ۷۹ ج ۱۰)

نیز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ حرام اشیاء سے دوا نہ کرو یعنی انہیں بطور دوا استعمال نہ کرو۔ (ابوداؤد کتاب الطب باب فی الادویہ المکروہۃ)

ان روایات کا تقاضا ہے کہ جب حرام چیزوں میں شفا ہی نہیں تو انہیں بطورِ دوا استعمال کرنا چہ معنی دارد؟

اس کا جواب یہ ہے کہ خون کا استعمال بطور دوا یا علاج نہیں ہے بلکہ خون اس لیے استعمال کیا جاتا ہے کہ مریض علاج کے قابل ہو سکے۔ اور خون کی گردش از سرِ نو جاری ہونے سے دوا کے موثر ہونے کو ممکن بنایا جا سکے۔ کیونکہ خون نہ ہونے کی بنا پر دوا دُس کا استعمال بے سود ہے۔ ڈاکٹر حضرات سے رابطہ کرنے سے یہی معلوم ہوا ہے کہ مریض کو جو خون دیا جاتا ہے وہ بطور دوا نہیں بلکہ اس کے ذریعے صرف مریض کو علاج کے قابل بنایا جاتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب